آیاتہا ۴۰ ﴿سُوْرَةُ النَّبَاِ مَكِّيَّةٌ ۸۰﴾ رکوعاتہا ۲

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سورۂ عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ۞ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: سورۂ عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ۞ مکہ مکرمہ میں نازل کی گئی۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے سنن میں حضرت عبدالعزیز بن قیس رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حضور نبی کریم ﷺ کی نماز کی مقدار کے بارے پوچھا۔ تو انہوں نے اپنے ایک بیٹے کو حکم فرمایا اور انہوں نے ہمیں ظہر اور عصر کی نمازیں پڑھائیں۔ اور ان میں سورۃ المرسلات اور عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ۞ پڑھیں۔(2)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ۞ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ۞ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ ۞ كَلَّا
سَيَعْلَمُوْنَ ۞ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۞ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ۞ وَّ
الْجِبَالَ اَوْتَادًا ۞ وَّ خَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ۞ وَّ جَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ۞ وَّ جَعَلْنَا
الَّيْلَ لِبَاسًا ۞ وَّ جَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ۞ وَّ بَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ۞ وَّ
جَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا ۞ وَّ اَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا ۞ لِّنُخْرِجَ
بِهٖ حَبًّا وَّ نَبَاتًا ۞ وَّ جَنّٰتٍ اَلْفَافًا ۞ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا ۞ يَّوْمَ
يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا ۞

"وہ کس چیز کے بارے میں ایک دوسرے سے پوچھ رہے ہیں۔ کیا وہ اس بڑی اور اہم خبر کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔ جس میں وہ اختلاف کرتے رہتے ہیں۔ یقیناً وہ اسے جان لیں گے۔ پھر یقیناً وہ اسے جان لیں گے (کہ قیامت برحق ہے)۔ کیا ہم نے نہیں بنا دیا زمین کو بچھونا۔ اور پہاڑوں کو میخیں۔ اور ہم نے پیدا کیا ہے تمہیں جوڑا جوڑا۔ اور ہم نے بنا دیا ہے تمہاری نیند کو باعث آرام۔ نیز ہم نے بنا دیا رات کو پردہ پوش۔ اور ہم نے دن کو روزی کمانے کے لیے بنایا۔ اور ہم نے بنائے تمہارے اوپر سات مضبوط (آسمان)۔ اور ہم نے ہی ایک نہایت

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 143، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ سنن الکبریٰ از بیہقی، کتاب الصلوۃ، جلد 3، صفحہ 19-118، دار الفکر بیروت

marfat.com

Marfat.com

روشن چراغ بنایا۔ اور ہم نے برسایا بادلوں سے موسلا دھار پانی۔ تا کہ ہم اگائیں اس کے ذریعے اناج اور سبزی۔ نیز گھنے باغات۔ بے شک فیصلہ کا دن ایک معین وقت ہے۔ جس روز صور پھونکا جائے گا تو تم چلے آؤ گے فوج درفوج''۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت ہوئی تو وہ آپس میں ایک دوسرے سے پوچھنے لگے۔ تب یہ آیت عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ ۝ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ۝ نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ۝ سے مراد قرآن کریم ہے۔

عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ۝ سے مراد قرآن کریم ہے۔ اور الَّذِیْ هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُوْنَ ۝ کا معنی ہے کہ بعض اس کی تصدیق کرتے ہیں اور بعض تکذیب۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے انہی آیات کے بارے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ۝ سے مراد بعث بعد الموت ہے۔ اس بارے میں لوگوں کے دوگروہ بن گئے۔ ایک گروہ اس کی تصدیق کرتا اور دوسرا اس کی تکذیب۔ سوموت کا تو تمام کے تمام نے اقرار کیا۔ اس لیے کہ وہ موت کا آنکھوں سے مشاہدہ اور معائنہ کرتے تھے۔ البتہ موت کے بعد دوبارہ زندہ کیے جانے کے بارے میں انہوں نے اختلاف کیا۔(3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۝ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ یکے بعد دیگرے وعید ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۝ کا مفہوم ہے یقیناً کفار اسے جان لیں گے۔ اور ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُوْنَ ۝ کا مفہوم ہے پھر یقیناً مومنین اسے جان لیں گے۔ اور وہ اسے اسی طرح پڑھتے تھے۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ۝ کا مفہوم ہے کہ زمین تمہارے لیے بچھائی گئی۔ وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا اور پہاڑ تمہارے لیے گاڑھے گئے۔(5)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهٰدًا ۝ وَّالْجِبَالَ اَوْتَادًا ۝ وَّ خَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا ۝ وَّ جَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ۝ وَّ جَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا ۝ وَّ جَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا کے بارے یہ قول نقل کیا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے نعمتیں ہیں جنہیں تجھ پر اللہ تعالیٰ گنوار ہا ہے اے ابن آدم تا کہ تو ان کا شکر ادا کرنے کے اعمال کر سکے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا۔ تو ہوا کو بھیجا اور اس نے پانی کو اڑا دیا، یہاں تک کہ ایک جزیرہ سا ظاہر کر دیا اور یہی جزیرہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 5، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 6 4۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 7 5۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

کعبہ معظمہ کے نیچے ہے۔ پھر زمین کو پھیلایا۔ جہاں تک اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ طول وعرض میں پہنچ گئی۔ اور یہ اسی طرح پھیلتی رہی اور فرمایا یہ اس کے دست قدرت میں ہے، یہ اسی طرح پھیلتی رہی اور اسی طرح پھیلتی رہی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو میخیں بنا کر اس میں گاڑ دیا اور جبل ابی قبیس پہلا پہاڑ ہے جو زمین میں پیوست کیا گیا۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ پہلے پہل جو زمین تخلیق کی گی، وہ بیت المقدس کے پاس سے تخلیق کی گئی، وہاں مٹی رکھی گئی اور اسے کہا گیا تو اس طرف، اس طرف اور اس طرف چلی جا۔ اسے ایک چٹان پر تخلیق کیا گیا اور چٹان کو مچھلی پر اور مچھلی کو پانی پر۔ پس اس نے اس حال میں صبح کی کہ وہ پانی میں بہہ رہی تھی۔ تو ملائکہ نے کہا: اے ہمارے پروردگار! اسے ساکن کون کرے گا؟ تو پہاڑوں کی اس میں میخیں لگ گئیں۔ پھر ملائکہ نے کہا: اے ہمارے رب! کیا تو نے ایسی مخلوق بھی پیدا کی ہے جو ان سے زیادہ سخت اور طاقتور ہو؟ فرمایا ہاں وہ لوہا ہے۔ پھر انہوں نے عرض کی: کیا تو نے ایسی مخلوق پیدا کی ہے جو لوہے سے زیادہ سخت اور طاقت ور ہو؟ فرمایا: ہاں وہ آگ ہے۔ انہوں نے پھر عرض کی: کیا تو نے آگ سے زیادہ سخت اور طاقت ور کوئی مخلوق پیدا کی ہے؟ فرمایا: ہاں وہ پانی ہے۔ انہوں نے پھر عرض کی: کیا تو نے ایسی مخلوق بھی پیدا کی ہے جو پانی پر غالب ہو؟ فرمایا: ہاں وہ ہوا ہے۔ پھر عرض کی: کیا تو نے ایسی مخلوق بھی پیدا فرمائی ہے جو ہوا سے بھی سخت اور اس پر غالب ہو؟ فرمایا: ہاں عمارت۔ انہوں نے پھر عرض کی: کیا ایسی تخلیق بھی ہے جو اس بنا اور عمارت پر بھی غالب ہو؟ فرمایا ہاں! وہ آدم ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ وَّ خَلَقْنٰكُمْ اَزْوَاجًا کا معنی ہے اور ہم نے تمہیں دو دو پیدا کیا ہے۔ اور وَّ جَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا کے بارے فرمایا: وہ اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرتے ہیں۔ وَّ جَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا اور ہم نے ہی ایک چراغ بنایا جو چمکتا ہے۔ وَّ اَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ اور ہم نے ہوا سے نازل کیا مَآءً ثَجَّاجًا فرمایا: ایسا پانی جسے انڈیلا جائے اور وہ موسلا دھار برس پڑے۔(2)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور خرائطی نے مکارم الاخلاق میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر بیان کی ہے۔ وَّ جَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا کے الوہاج سے مراد روشن کرنے والا ہے۔ وَّ اَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ اور ہم نے آسمان سے نازل کیا۔ اور بعض کہتے ہیں: کہ ہم نے ہوا سے نازل کیا۔ مَآءً ثَجَّاجًا ایسا پانی جو انڈیلا جائے یعنی موسلا دھار پانی۔(3)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کریمہ کے بارے میں روایت کیا ہے: وَّ جَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا فرمایا: رون کرنے والا سورج۔ وَّ اَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ۔ فرمایا: بادل، مَآءً ثَجَّاجًا، فرمایا: موسلا دھار گرایا ہوا پانی۔(4)

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 556 (3889)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 11-9-8-7، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 11-10-9

4۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 10-8

marfat.com
Marfat.com

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ سِرَاجًا وَّهَّاجًا کا معنی ہے ایسا چراغ جو چمکتا ہے روشن ہوتا ہے۔

امام طستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ نافع بن ازرق نے ان سے کہا کہ مجھے وَّ اَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ کے بارے کچھ بتائیے۔ تو آپ نے فرمایا: ایسا بادل جس کے بعض حصے بعض کو نچوڑ دیتے ہیں۔ اور دو بادلوں کے درمیان سے پانی نکلتا ہے۔ تو نافع نے کہا: کیا عربوں میں یہ معنی معروف ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں کیا تو نے نابغہ کا قول نہیں سنا:

تَجْرِیْ بِهَاالْاَرْوَاحُ مِنْ بَیْنِ شِمَالِ　وَبَیْنَ صَبَاهَا الْمُعْصِرَاتِ الدَّوَامِسُ

"شمال کی جانب سے ہوائیں چل رہی ہیں اور اس کی پروائی ہوا کے درمیان وافر پانی والے سیاہ بادل ہیں"۔

پھر نافع نے کہا مجھے ثجاجا کا مفہوم بتائیے تو آپ نے فرمایا ایسا کثیر اور وافر پانی جس کے سبب کھیتی اگتی ہے۔ پھر نافع نے عرض کیا: کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے ابوذویب کو یہ کہتے نہیں سنا:

سَقٰی اُمَّ عَمْرٍو کُلَّ آخِرِ لَیْلَةٍ　غَمَائِمُ سُوْدٌ مَاؤُهُنَّ ثَجِیْجُ

"ہر رات کے آخر میں ام عمرو کو کالے سیاہ بادلوں نے سیراب کیا جن کا پانی وافر اور کثیر تھا"۔

امام عبد بن حمید، ابو یعلی، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور خرائطی رحمہم اللہ نے کئی طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ معصرات سے مراد ہوائیں ہیں اور مَآءً ثَجَّاجًا سے مراد موسلا دھار برسایا جانے والا پانی ہے۔(1)

امام شافعی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن مردویہ، خرائطی اور بیہقی رحمہم اللہ نے سنن میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے وَّ اَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا کے ضمن میں فرمایا: اللہ تعالیٰ بادل بھیجتا ہے اور وہ آسمان سے پانی لیتا ہے۔ پھر اس کے ساتھ بادل چل پڑتا ہے اور اس طرح برستا ہے جس طرح دودھ دینے والی اونٹنی (اپنا دودھ) بہا دیتی ہے۔ اور ثجاج سے مراد یہ ہے کہ آسمان اس طرح پانی بہاتا ہے گویا کہ مشکوں کے منہ کھول دیئے گئے ہیں ہوائیں اسے پھیرتی رہتی ہیں اور وہ متفرق مقامات پر برستا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ الْمُعْصِرٰتِ سے مراد بادل ہے اور مَآءً ثَجَّاجًا کا معنی ہے وہ پانی جو گرایا جائے یا اس سے کثیر پانی مراد ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ الْمُعْصِرٰتِ سے مراد آسمان ہے یعنی ہم نے آسمان سے نازل کیا۔ اور مَآءً ثَجَّاجًا سے مراد ایسا پانی ہے جو کثرت سے گرایا جائے۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ مصحف فضل بن عباس رضی اللہ عنہم میں ہے: وَّ اَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرٰتِ مَآءً ثَجَّاجًا۔

امام ابن جریر اور ابن الانباری رحمہما اللہ نے المصاحف میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 10-9، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com

Marfat.com

عباس رضی اللہ عنہما کی قرأت میں ہے: وَّ اَنْزَلْنَامِنَ الْمُعْصِرٰتِ اوراس میں الْمُعْصِرٰتِ سے مراد ہوائیں ہیں۔(1)

امام خرائطی نے مکارم الاخلاق میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ الْمُعْصِرٰتِ سے مراد ہوا ہے۔اسی لیے وہ اس طرح پڑھا کرتے تھے: وَّ اَنْزَلْنَابِالْمُعْصِرَاتِ مَآءً ثَجَّاجًا۔ مَآءً ثَجَّاجًا سے مراد موسلا دھار گرایا گیا پانی ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَّ جَنّٰتٍ اَلْفَافًا کا معنی ہے گھنے باغات۔(2)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اس کا معنی ہے جڑے ہوئے باغات۔(3)

امام عبد بن حمید، عبد الرزاق اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ مراد ایسے باغات ہیں جو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے ہوں۔(4)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ مراد ایسا کھیت ہے جس کا بعض حصہ بعض کے ساتھ ملا ہوا اور جمع شدہ ہو۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مراد ایسے باغات ہیں جو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مل جائیں اور جڑ جائیں۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ كَانَ مِيْقَاتًا کا مفہوم ہے کہ یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی عظمت وشان کا اظہار ہوگا۔ اور اسی دن وہ اولین و آخرین کے درمیان فیصلہ کرے گا۔(6)

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اَفْوَاجًا کا مطلب ہے گروہ در گروہ، جماعت در جماعت۔

امام ابن مردویہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کیا ہے: يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے معاذ! تو نے ایک امر عظیم کے بارے سوال کیا ہے۔ پھر آپ نے اپنی آنکھیں جھکا دیں۔ پھر فرمایا: دس قسمیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی جماعت سے الگ کر دیا ہے اور ان کی صورتوں کو بدل دیا ہے۔ بعض کو بندروں کی صورت پر، بعض کو خنزیروں کی شکل پر، بعض کی ٹانگیں ان کے کندھوں کے اوپر ہوں گے اور ان کے چہرے نیچے کی جانب ہوں گے جن پر وہ اپنے آپ کو گھسیٹ رہے ہوں گے۔ ان میں سے بعض اندھے ہوں گے وہ لڑکھڑاتے رہیں گے۔ ان میں سے بعض بہرے اور گونگے ہوں گے جو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 9، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 12 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 12 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 13

marfat.com
Marfat.com

عقل نہیں رکھتے ہوں گے۔ ان میں سے بعض اپنی زبانیں کاٹ رہے ہوں گے درآنحالیکہ وہ ان کے سینوں پر ہوگی۔ ان کے مونہوں سے لعاب کے طور پر پیپ بہہ رہی ہوں گی۔ اہل جمع انہیں پلید اور غلیظ جانیں گے اور ان سے نفرت کریں گے۔ ان میں سے بعض کے ہاتھ پاؤں کٹے ہوں گے اور بعض کو آگ کے تنوں پر سولی دی جائے گی۔ بعض کی بدبو مردار سے زیادہ نفرت آمیز ہوگی اور ان میں سے بعض تارکول کے جبے پہنے ہوں گے جو ان کے سارے جسم کو ڈھانپے ہوں گے اور اس پر چمٹے ہوئے ہوں گے۔ پس وہ جو بندروں کی صورت میں ہوں گے وہ چغل خور آدمی ہیں۔ اور جو خنزیروں کی شکل پر ہوں گے وہ حرام کھانے والے لوگ ہیں۔ جنہیں چہروں کے بل الٹا کیا جائے گا وہ سود کھانے والے لوگ ہیں اور اندھے وہ ہوں گے جو فیصلہ کرنے میں ظالم اور ناانصافی کرتے ہیں اور بہرے اور گونگے وہ ہوں گے جو اپنے اعمال پر اتراتے اور فخر کرتے ہیں۔ اور جو اپنی زبانوں کو چبا رہے ہوں گے وہ ایسے علماء اور قضاۃ ہیں جو اپنے قول اور عمل میں تضاد اور اختلاف رکھتے ہیں۔ جن کے ہاتھ اور پاؤں کٹے ہوں گے وہ ایسے لوگ ہیں جو پڑوسیوں کو ستاتے ہیں۔ اور وہ لوگ جنہیں آگ کے تنوں پر سولی دی جائے گی وہ ہیں جو بادشاہ اور حاکم کے پاس لوگوں کی شکایات کر کے انہیں وہاں پیش کرتے رہتے ہیں۔ اور وہ لوگ جن کی بدبو مردار سے زیادہ ناپسندیدہ ہوگی وہ ایسے لوگ ہیں جو شہوات ولذت سے لطف اندوز ہوتے رہتے ہیں اور اپنے مالوں میں سے اللہ تعالیٰ کا حق اور فقراء کا حق روک لیتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو تارکول کے جبے پہنے ہوں گے وہ تکبر کرنے والے، غرور کرنے والے اور فخر کرنے والے لوگ ہیں۔

وَّفُتِحَتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ اَبْوَابًا ﴿۱۹﴾ وَّسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ﴿۲۰﴾
اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ﴿۲۱﴾ لِّلطَّاغِيْنَ مَاٰبًا ﴿۲۲﴾ لّٰبِثِيْنَ فِيْهَاۤ اَحْقَابًا ﴿۲۳﴾ لَا
يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ﴿۲۴﴾ اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا ﴿۲۵﴾ جَزَآءً وِّفَاقًا ﴿۲۶﴾
اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا ﴿۲۷﴾ وَّكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا ﴿۲۸﴾ وَكُلَّ شَيْءٍ
اَحْصَيْنٰهُ كِتٰبًا ﴿۲۹﴾ فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا ﴿۳۰﴾

”اور کھول دیا جائے گا آسمان تو وہ دروازے ہی دروازے بن کر رہ جائے گا۔ اور حرکت دی جائے گی پہاڑوں کو تو وہ سراب بن جائیں گے۔ درحقیقت جہنم ایک گھات ہے۔ (یہ) سرکشوں کا ٹھکانا ہے۔ پڑے رہیں گے اس میں عرصہ دراز۔ وہ نہیں چکھیں گے اس میں کوئی ٹھنڈی چیز اور نہ پانی۔ بجز کھولتے پانی اور گرم پیپ کے۔ (ان کے گناہوں کی) پوری سزا۔ یہ لوگ (روز) حساب کی توقع ہی نہیں رکھتے تھے۔ اور انہوں نے ہماری آیتوں کو سختی سے جھٹلایا۔ حالانکہ ہر چیز کو ہم نے گن گن کر لکھ لیا تھا۔ پس (اے منکرو! اپنے کیے کا) مزا چکھو اب ہم نہیں زیادہ کریں گے تم پر مگر عذاب“۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے فُتِحَتْ کو تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے۔

marfat.com

Marfat.com

امام ابن منذر نے حضرت ابوالجوزاء سے بیان کیا ہے کہ اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا میں كَانَتْ بمعنی صارت ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا کے تحت کہا ہے کہ کوئی بھی جنت میں داخل نہیں ہوگا یہاں تک کہ وہ جہنم کو چل کر عبور کرے گا۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ان پر تین پل ہوں گے، کوئی بھی جنت میں داخل نہیں ہوگا یہاں تک کہ وہ جہنم سے گزرے گا۔(2)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ تم جان لو کہ جنت کی طرف کوئی راستہ نہیں یہاں تک کہ جہنم کو عبور کیا جائے۔ اور ایک دوسری آیت میں فرمایا: وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا (مریم:71) لِّلطّٰغِيْنَ مَاٰبًا فرمایا اس سے مراد ہے کہ یہ سرکشوں کی پناہ گاہ اور ان کا ٹھکانا ہے۔ لّٰبِثِيْنَ فِيْهَاۤ اَحْقَابًا فرمایا: احقاب سے مراد وہ عرصہ ہے جس کے لیے انقطاع اور ختم ہونا نہ ہو۔ جب بھی ایک حقب گزرے گا اس کے بعد دوسرا حقب آجائے گا۔ فرمایا: ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ ایک حقب یوم قیامت کے سالوں میں سے اسی سال کا ہوگا۔(3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اَحْقَابًا سے مراد سال ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ لّٰبِثِيْنَ فِيْهَاۤ اَحْقَابًا کا مفہوم ہے کہ اس کی کوئی مقررہ مدت نہیں، جب بھی ایک حقب گزر جائے گا تو ہم دوسرے میں داخل ہو جائیں گے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ایک حقب ستر برس کا ہوگا جس کا ہر دن ہزار برس کا ہوگا۔(4)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ تم میں سے کوئی بھی ان احقاب کو نہیں جان سکتا مگر یہ کہ ایک حقب اسی برس کا ہوگا اور ایک سال تین سو ساٹھ دن کا ہوگا۔ اور ایک دن کی مقدار ہزار برس ہوگی۔ اور ایک حقب اٹھارہ ہزار برس کا ہوگا۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت بشیر بن کعب رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک حقب تین سو سال کا ہوگا اور ہر سال تین سو ساٹھ دن کا ہوگا اور ہر دن ہزار برس کا ہوگا۔(6)

عبدالرزاق، فریابی، ہناد، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت سالم بن ابی الجعد سے یہ روایت بیان کی ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ہلال الفجری سے پوچھا: کیا تم کتاب اللہ میں موجود الحقب کو جانتے ہو؟ اس نے جواباً کہا: ہم اسے اسی سال کا پاتے ہیں جس میں ہر سال بارہ مہینوں کا ہے۔ ہر مہینہ تیس دن کا اور ہر دن ہزار برس کا ہے۔(7)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 14، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 17-14
4۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 18
5۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 17
6۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 16
7۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 17

marfat.com
Marfat.com

امام سعید بن منصور اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ایک حقب اسی برس کا ہے۔ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔(1)

امام بزار رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت بیان کی ہے کہ ایک حقب اسی برس کا ہے۔(2)

امام ہناد، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ایک حقب اسی برس کا ہے اور ایک سال تین سو ساٹھ دن کا ہے اور ایک دن ایک ہزار کی طرح ہوگا جنہیں تم شمار کرتے ہو۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔(4)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ایک حقب اسی برس کا ہے۔ ان میں سے ایک دن دنیا کے سدس (چھٹے حصے) کی طرح ہے۔

امام ابن عمر العدی نے مسند میں، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک حقب ہزار مہینے کا ہے اور ایک مہینہ تیس دن کا، ایک سال بارہ مہینے کا، اور ایک مہینہ تین سو ساٹھ دن کا، اور ان میں سے ہر دن تم ہزار برس کا شمار کروں گے۔ پس ایک حقب اسی ہزار برس کا ہوا۔

امام بزار، ابن مردویہ اور دیلمی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ آپ نے فرمایا: قسم بخدا! کوئی بھی جہنم سے نہیں نکلے گا، یہاں تک کہ وہ اس میں کئی حقب ٹھہرے گا اور ایک حقب اسی سے زائد برس کا ہے۔ ہر سال تین سو ساٹھ دن کا ہے اور ایک دن تم ہزار برس کا شمار کرو گے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کسی کو اس پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیے کہ وہ جہنم سے نکلے گا۔(5)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ ایک حقب اسی برس کا ہے۔(6)

امام سعید بن منصور اور ابن منذر نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ ایک حقب اسی برس کا ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک حقب چالیس برس کا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے اَحْقَابًا کی قرأت الف کے ساتھ کی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمرو بن میمون رحمہ اللہ نے اسے بغیر الف کے پڑھا ہے۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت خالد بن معدان رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ لّٰبِثِیْنَ فِیْهَاۤ اَحْقَابًا اور مَاشَآءَ رَبُّكَ (ہود: 107) یہ دونوں اہل جنت کے بارے ہیں اور اہل قبلہ میں سے توحید کو ماننے والوں کے لیے ہیں۔(7)

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 556 (3890)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 281 (11461)، دار الفکر بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 17، دار احیاء التراث العربی بیروت

4۔ ایضاً
5۔ الفردوس بماثور الخطاب، جلد 4، صفحہ 358 (7029)، دار الکتب العلمیہ بیروت

6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 17
7۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 18

marfat.com

Marfat.com

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ زمہریر جہنم ہے۔ اہل جہنم کے لیے اس میں عذاب ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَا يَذُوقُونَ فِيهَا بَرْدًا وَلَا شَرَابًا ﴿٢٤﴾ إِلَّا حَمِيمًا وَغَسَّاقًا۔

امام ہناد، عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے مذکورہ آیت کے تحت بیان کیا ہے کہ اس میں شراب سے حَمِيمًا کی استثناء ہے اور بَرْدًا سے غَسَّاقًا کی استثناء ہے۔ اور یہ زمہریر ہے۔(1)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حَمِيمًا سے مراد وہ گرم (عذاب) ہے جو جلا دے گا۔ اور غَسَّاقًا سے مراد زمہریر یعنی ٹھنڈا اور سردی کا عذاب ہے۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ (اہل جہنم) عذاب کی سردی اور ٹھنڈک کو برداشت کرنے کی استطاعت نہیں رکھیں گے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ آپ نے لَا يَذُوقُونَ فِيهَا بَرْدًا وَلَا شَرَابًا ﴿٢٤﴾ إِلَّا حَمِيمًا کے تحت فرمایا: کہ اس عذاب کی گرمی انتہا کو پہنچی ہوگی۔ اور وَّ غَسَّاقًا کے تحت فرمایا: اس عذاب کی سردی اپنی انتہا کو پہنچی ہوگی۔ جب برتن اس کے منہ کے قریب کیا جائے گا تو اس کے چہرے کی کھال اتر جائے گی یہاں تک کہ صرف ہڈیاں باقی رہ جائیں گے اور وہ تڑپ رہا ہے گا۔

ابن منذر نے حضرت مرہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ بَرْدًا سے مراد نیند ہے (2) جو کہ ہر طرف سے چھائی ہوئی ہو۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جَزَآءً وِّفَاقًا معنی ہے کہ جزا ان کے اعمال کے موافق ہوگی۔(3)

عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ جزاء قوم کے برے اعمال کے موافق ہوگی۔(4)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وہ جَزَآءً وِّفَاقًا کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ جزا عمل کے موافق ہوگی اور اِنَّهُمْ كَانُوْا لَا يَرْجُوْنَ حِسَابًا کے تحت کہا کہ وہ اس سے خوفزدہ نہیں ہوتے اور ایک روایت کے لفظ ہیں وہ پرواہ نہیں کرتے کہ وہ دوبارہ زندہ کیے جانے کی تصدیق کریں۔(5)

ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وہ نہ ثواب کی امید رکھتے ہیں اور نہ سزا سے ڈرتے ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ اس سے شدید تر کوئی آیت اہل جہنم کے لیے نازل نہیں ہوئی: فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے مزید عذاب میں ہمیشہ رہیں گے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت حسن بن دینار رحمہ اللہ سے یہ قول

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 20، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ عربی متن میں یہاں پر اسی طرح خالی جگہ ہے۔
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 22 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کتاب اللہ میں کون سی آیت اہل نار کے لیے سب سے زیادہ سخت اور تکلیف دہ ہے؟ تو انہوں نے بتایا: اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا۔(1)

ابن مردویہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے قرآن کریم میں شدید ترین آیت کے بارے پوچھا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا فرمایا: پس یہ ساعت کے عوض ساعت کی مقدار، دن کے عوض دن کی مقدار، مہینے کے عوض مہینے کی مقدار اور سال کے عوض سال کی مقدار شدید ترین عذاب ہوگا۔ یہاں تک کہ اگر اہل جہنم میں سے کوئی آدمی مشرق سے نکالا جائے گا تو اس کی بدبو سے اہل مغرب مر جائیں گے۔ اور اگر کوئی آدمی مغرب سے نکالا جائے گا تو اس کی بدبو سے اہل مشرق مر جائیں گے۔ حضرت ابو برزہ نے فرمایا: اس وقت میں حاضر تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ تو آپ نے فرمایا: قوم کو ان کے گناہوں کے عوض ان کے رب نے ہلاک کر دیا اور ان پر غضب کا اظہار کیا۔ اور جب وہ ان پر اظہار غضب کرے گا تو بالیقین ان سے انتقام لے گا۔

اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا ﴿31﴾ حَدَآئِقَ وَ اَعْنَابًا ﴿32﴾ وَّ كَوَاعِبَ اَتْرَابًا ﴿33﴾ وَّ كَاْسًا دِهَاقًا ﴿34﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّ لَا كِذّٰبًا ﴿35﴾ جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا ﴿36﴾ رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ﴿37﴾ يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا لَّا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَ قَالَ صَوَابًا ﴿38﴾ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا ﴿39﴾ اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا يَّوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ وَ يَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ﴿40﴾

”بلاشبہ پرہیزگاروں کے لیے کامیابی (ہی کامیابی) ہے۔ (ان کے لیے) باغات اور انگوروں (کی بیلیں) ہیں۔ اور جواں سال ہم عمر لڑکیاں۔ اور چھلکتا ہوا جام۔ نہ سنیں گے وہاں کوئی بیہودہ بات اور نہ جھوٹ۔ یہ بدلہ ہے آپ کے رب کی طرف سے بڑا کافی انعام۔ جو پروردگار ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے، بے حد مہربان، انہیں طاقت نہ ہوگی کہ (بغیر اجازت) اس سے بات بھی کر سکیں۔ جس روز روح اور فرشتے پرے باندھ کر کھڑے ہوں گے، کوئی نہ بول سکے گا بجز اس کے جس کو رحمٰن اذن دے اور وہ ٹھیک بات کرے۔ یہ دن برحق ہے سو جس کا جی چاہے بنالے اپنے رب کے جوار رحمت میں اپنا ٹھکانا۔ بے شک ہم نے ڈرا دیا ہے

1۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 281 (11463)، دار الفکر بیروت

marfat.com

Marfat.com

تمہیں جلد آنے والے عذاب سے، اس دن دیکھ لے گا ہر شخص (ان عملوں کو) جو اس نے آگے بھیجے تھے اور کافر (بصد حسرت) کہے گا کاش! میں خاک ہوتا"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ مَفَازًا کے تحت کہا ہے کہ بلاشبہ متقین کامیاب ہیں کیونکہ انہوں نے آتش جہنم سے نجات پالی۔(1)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس کا معنی ہے بے شک متقین کے لیے جہنم سے (نکل کر) جنت کی طرف (جانے میں) کامیابی (ہی کامیابی) ہے۔(2)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ مَفَازًا سے مراد ہے محفوظ ہونا، نجات پانا (بے شک متقین کے لیے ہی نجات اور محفوظ ہونا ہے) اور كَوَاعِبَ کا معنی ہے ایسی لڑکیاں جن کے پستان ابھرے ہوئے ہوں یعنی جواں سال لڑکیاں۔ اَتْرَابًا سے مراد ہے ہم عمر اور كَاْسًا دِهَاقًا کا مفہوم ہے بھرے ہوئے، چھلکتے ہوئے جام۔(3)

امام طستی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے ان سے کہا: کہ مجھے حَدَآئِقَ وَ اَعْنَابًا کی تفسیر بتائیے۔ تو آپ نے فرمایا: اس سے مراد باغیچے اور باغات ہیں۔ تو نافع نے کہا: کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے شاعر کو نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے:

بِلَادٌ سَقَا هَا اللّٰهُ اَمَّا سُهُوْلُهَا　　فَقَضْبٌ وَّدُرٌّ مُغْدَقٌ وَّ حَدَائِقُ

"اللہ تعالیٰ نے شہروں کو خوب سیراب کیا۔ رہے ان کے میدان تو وہاں لمبی لمبی شاخوں والے درخت ہیں، انتہائی سرسبز شاداب نباتات اور باغات ہیں"۔

پھر کہا: مجھے وَّ كَاْسًا دِهَاقًا کے بارے بتائیے۔ تو آپ نے فرمایا: كَاْسًا سے مراد شراب اور دِهَاقًا سے مراد بھرا ہوا ہے (یعنی شراب سے بھرا ہوا جام) تو حضرت نافع نے کہا: کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا:

اَتَانَا عَامِرٌ يَرْجُوْ قِرَانَا　　فَاَتْرَعْنَا لَهٗ كَاْسًا دِهَاقًا

"عامر ہمارے پاس آیا، وہ ہم سے مہمان نوازی کی امید کرنے لگا۔ تو ہم نے اس کے لیے جام شراب خوب بھر کر دیا"۔

ابن منذر نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ كَوَاعِبَ سے مراد کنواری لڑکیاں ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ كَوَاعِبَ سے مراد ایسی لڑکیاں ہیں جن کے پستان ابھرے ہوئے ہوں۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 24، دار احیاء التراث العربی بیروت　　2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 26-25-24　　4۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 25

marfat.com
Marfat.com

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، ابن مردویہ اور بیہقی نے البعث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ کَاْسًا دِهَاقًا کا مفہوم ہے ایسا جام جو لبالب بھرا ہوا ہو اور اوپر چھلک رہا ہو (1)۔ اور بسا اوقات میں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے۔ ''یَا غُلَامُ اَسْقِنَا وَادْهَقْ لَنَا'' اے غلام ہمیں پلاؤ اور جام بھر کر پلاؤ۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ کَاْسًا دِهَاقًا کا معنی ہے بھرا ہوا جام۔ (2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر، حضرت قتادہ، حضرت مجاہد، حضرت ضحاک اور حضرت حسن رحمہم اللہ تعالیٰ سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ جس میں تسلسل اور باہمی متابعت پائی جائے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد ہے جو جام شراب پے در پے اور تسلسل کے ساتھ ہو۔ (3)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر اور حضرت ضحاک رحمہم اللہ تعالیٰ سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

ہناد نے حضرت عطیہ سے بیان کیا ہے کہ کَاْسًا دِهَاقًا سے مراد ہے ایسا جام جو لگاتار اور تسلسل کے ساتھ بھرا ہوا ہو۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کَاْسًا دِهَاقًا کا معنی ہے جو بہنے میں ریت کے ٹیلوں کی طرح ہو۔ اور مؤلف فارسی نے کہا ہے کہ لگاتار اور تسلسل کے ساتھ بہنے والی شراب۔ (4)

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اس کا مفہوم ہے لگاتار بہنے والی صاف شراب۔ (5)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب جام میں شراب ہو تو وہ کأس ہے اور جب اس میں شراب نہ ہو تو وہ کاس نہیں ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے۔ لَا یَسْمَعُوْنَ فِیْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا نہ سنیں گے وہاں کوئی باطل بات اور نہ ہی گناہ کی بات۔ اور عَطَآءً حِسَابًا کے بارے فرمایا: یہ کثیر عطا ہے۔ اور لَا یَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا کے تحت فرمایا کہ (بغیر اجازت) اس سے کلام کرنے کی انہیں طاقت نہ ہوگی۔ (6)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ کا معنی ہے کہ یہ آپ کے رب کی جانب سے عطا ہے۔ حِسَابًا (یہ بڑا کافی انعام ہے) ان اعمال کا جو انہوں نے کیے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 27، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 26
3۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 27
4۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 26
5۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 27
6۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 28-29

marfat.com

Marfat.com

لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا فرمایا: انہیں طاقت نہ ہوگی کہ وہ (بغیر اجازت) اس سے کلام بھی کر سکیں۔(1)

امام ابن ابی حاتم، ابوالشیخ نے العظمہ میں ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روح اللہ تعالیٰ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے۔ وہ ملائکہ نہیں ہیں۔ ان کے سر، ہاتھ اور پاؤں بھی ہیں۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا فرمایا وہ (روح) بھی لشکر ہیں اور وہ (ملائکہ) بھی لشکر ہیں۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ روح بنی آدم کی شکل پر ایک مخلوق ہے۔(2)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے، فرمایا: روح کھاتے ہیں اور ان کے ہاتھ، پاؤں اور سر بھی ہیں اور وہ فرشتے نہیں ہیں۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ روح لوگوں کی طرح کی ایک مخلوق ہے۔ لیکن وہ انسان نہیں ہیں۔ ان کے ہاتھ اور پاؤں بھی ہیں۔

امام ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے العظمہ میں حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ دونوں رب العالمین کے پاس قیامت کے دن صف بستہ ہوں گے۔ ایک صف روح کی اور ایک صف ملائکہ کی ہوگی۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ جن وانس، ملائکہ اور شیاطین روح کا دسواں حصہ بھی نہیں ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا اور آپ روح کے بارے نہیں جانتے تھے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا کے تحت کہا ہے کہ روح ملائکہ سے عظیم تر مخلوق ہے اور کوئی فرشتہ نازل نہیں ہوتا مگر روح اس کے ساتھ ہوتا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ روح فرشتہ ہے جو عام ملائکہ سے خلقت میں اعظم اور بڑا ہے۔(4)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ روح چوتھے آسمان میں ہے اور وہ آسمانوں، پہاڑوں اور ملائکہ سے بہت بڑا ہے۔ وہ ہر روز بارہ ہزار مرتبہ تسبیحات کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر تسبیح سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے۔ وہ قیامت کے دن تنہا اور انفرادی صف کی صورت میں آئے گا۔(5)

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے العظمہ میں حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ روح اللہ (کی جانب سے)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 29-28، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 30، صفحہ 30
3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 385 (3469)، دارالکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 30
5۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

حاجب ہے۔ جو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوگا۔ وہ ملائکہ سے بڑا ہے، اگر وہ منہ کھولے تو وہ تمام ملائکہ کی وسعت رکھے۔ اور مخلوق اس کی طرف دیکھے گی۔ اور اس کے ڈر کی وجہ سے وہ اپنی آنکھیں اوپر نہیں اٹھائیں گے۔

امام ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت مقاتل بن حبان رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ روح ملائکہ سے اشرف ہے اور ان کی نسبت رب کریم کے زیادہ قریب ہے۔ اور وہی صاحب وحی ہے (یعنی وحی لانے والا ہے)۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے المتفق والمفترق میں حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ روح بھی ملائکہ میں سے ہی ایک فرشتہ ہے اس کے دس ہزار پر ہیں اور ہر دو پروں کے مابین مشرق ومغرب کا فاصلہ ہے، اس کے ہزار چہرے ہیں۔ ہر چہرے کی ہزار زبانیں ہیں۔ دو ہونٹ اور دو آنکھیں ہیں۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا رہتا ہے۔

امام مسلم، ابوداؤد، نسائی اور بیہقی رحمہما اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ رکوع وسجود میں کہا کرتے تھے۔ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ الرُّوْحُ سے مراد حضرت جبرئیل امین علیہ السلام ہیں۔

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ قیامت کے دن حضرت جبرائیل علیہ السلام جبار کے سامنے کھڑے ہوں گے اور ان کے اعضاء بدن اللہ تعالیٰ کے عذاب کے خوف سے کانپ رہے ہوں گے اور کہیں گے "سُبْحَانَكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ، مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ" (تیری ذات پاک ہے، تیرے سوا کوئی الٰہ نہیں، ہم نے اس طرح تیری عبادت نہیں کی جس طرح تیری عبادت کا حق ہے)۔ ان کے دونوں کندھوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا مشرق ومغرب کے درمیان ہے۔ کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا قول نہیں سنا: يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ کا مفہوم ہے جس وقت لوگوں کی ارواح ملائکہ کے ساتھ کھڑی ہوں گی۔ اور یہ دو نفخوں کے درمیان ارواح کو جسموں کی طرف لوٹائے جانے سے پہلے ہوگا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ وَقَالَ صَوَابًا سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت دینا ہے۔(2)

امام ابن منذر اور ابوالشیخ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اس سے مراد یہ شہادت دینا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الصلوٰۃ، جلد 3، صفحہ 171 (487/223)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 32، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com

Marfat.com

امام فریابی اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَقَالَ صَوَابًا کا مفہوم ہے اور جس نے دنیا میں حق بات کہی اور اس کے مطابق عمل کیا۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے اور اسے ضعیف قرار دیا ہے کہ حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جمال (حسن) کیا ہے؟ فرمایا: حق کے ساتھ صحیح اور درست بات کہنا۔ پھر عرض کی: کمال کیا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سچائی کے ساتھ افعال کو مزین اور آراستہ کرنا۔ واللہ اعلم۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ارشاد باری میں مَآبًا سے مراد سبیل اور راستہ ہے۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے يَوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ کے تحت بیان کیا ہے کہ الْمَرْءُ سے مراد مومن ہے (یعنی اس دن ہر مومن دیکھ لے گا)۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی: يَوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ اور فرمایا: مراد وہ مومن ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری کے مطابق عمل کرتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث والنشور میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے: قیامت کے دن تمام مخلوقات کو اٹھایا جائے گا۔ یعنی چوپائے، جانور، پرندے اور دیگر ہر شے۔ پس اللہ تعالیٰ کا عدل ان تک پہنچے گا اور ایسا جانور جس کے سینگ نہیں اس کے لیے وہ سینگ والے جانور سے انتقام لے گا۔ پھر فرمائے گا: تو مٹی ہو جا۔ تو اس وقت کافر کہیں گے: يٰلَيْتَنِي كُنْتُ تُرٰبًا (کاش میں بھی مٹی ہوتا) (2)

امام دینوری رحمہ اللہ نے المجالسہ میں حضرت یحییٰ بن جعد رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے سب سے اول جانوروں اور کیڑے مکوڑوں کا حساب لیا جائے گا یہاں تک کہ ان کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ کوئی شے بھی اپنی زیادتیوں اور ظلم کے ساتھ ختم نہیں ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ انہیں مٹی بنا دے گا۔ پھر ثقلین یعنی جن وانس کو دوبارہ زندہ کرے گا اور ان کا محاسبہ کرے گا۔ تو اس دن کافر یہ آرزو کرے گا۔ يٰلَيْتَنِي كُنْتُ تُرٰبًا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ جس جانور کو چونچ لگائی گی ہو چونچ مارنے والے سے اس کا قصاص لیا جائے گا اور دھکا دینے والے جانور سے اس کا قصاص لیا جائے گا جسے اس نے دھکا لگایا ہوگا۔ اور بے سینگ کے جانور کا قصاص سینگ والے جانور سے لیا جائے گا اور لوگ دیکھ رہے ہوں گے پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا مٹی ہو جاؤ۔ نہ کوئی جنت ہے اور نہ ہی جہنم۔ تو اس وقت کافر کہے گا يٰلَيْتَنِي كُنْتُ تُرٰبًا۔

امام عبد بن حمید اور ابن شاہین رحمہم اللہ نے کتاب العجائب والغرائب میں حضرت ابو الزناد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 386 (3472)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 30، صفحہ 34، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com

Marfat.com

ہے جب اللہ تعالیٰ لوگوں کے درمیان فیصلہ فرمائے گا اور اہل جنت کو جنت کا اور اہل جہنم کو جہنم کا حکم دے گا تو تمام احمراور ایمان لانے والے جنوں سے کہا جائے گا تم مٹی ہو جاؤ۔ پس وہ مٹی سے بدل جائیں گے تو جب کافر انہیں مٹی کی طرف لوٹتے دیکھے گا تو اس وقت کہے گا: یٰلَیۡتَنِیۡ کُنۡتُ تُرٰبًا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے جب جانوروں کا حساب لے لیا جائے گا تو پھر اللہ تعالیٰ انہیں مٹی بنا دے گا۔ تو اس وقت کافر یہ کہے گا: یٰلَیۡتَنِیۡ کُنۡتُ تُرٰبًا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت لیث بن ابی سلیم رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ جنات مٹی بن جائیں گے۔

امام ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ نے حضرت لیث بن ابی سلیم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جنات کے لیے ثواب یہ ہے کہ وہ جہنم سے بچا لیے جائیں گے۔ پھر انہیں کہا جائے گا: تم مٹی ہو جاؤ۔

marfat.com

Marfat.com